غلامی کا سد باب: عہد نبوی اور عہد خلفاء راشدین کی روشنی میں

Elimination/Eradication of Slavery: In The Light of Era/Time of the Holy Prophet and Pious Caliphate

سید محمود احمد حسنین: پی ایچ ڈی سکالر، یونیورسٹی آف لاہور

پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سالک: شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف لاہور

Abstract:

Islam is not a savior of slavery. It was on high level in Arab society before that Islam appeared. A slave was the poorest class of society. The word "ABd" was used for a slave. Virtually the master was considered as a "GOD" for his slave and the word "RAB" was used for the slaves' master. Slaves were contracted like a business trade. Islamic teachings measures consequently slavery ended. Prophet (may peace n blessings be upon him) took concrete steps against slavery. He himself freed countless slaves. Due to prophet's (may peace n blessings be upon him) revolutionary teachings slaves got not only an important status in the society but also got high ranked positions into the kingdom as far as the soldier's posts. Al this happened in the 7th century CE while til the eighteenth century slavery was remained in England, France, Germany, Spain and the Netherland. These were the prophet's (may peace and blessings be upon him) teachings that slavery got its complete end til the kingdom of four caliphs.

ظہور اسلام سے قبل معاشرے کا پست اور کمزور طبقہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ غلامی کی یہ لعنت صرف عرب ہی میں رائج نہ تھی بلکہ پوری دنیا اس لعنت کا شکار تھی جو انسانیت کے نام پر بدنما داغ تھی۔ رسالت مآب ﷺ سے قبل تمام بڑے بڑے مفکرین جن میں ارسطو بھی شامل ہے۔ غلامی کو سیاست، معاشرہ اور حکومت کے لئے ایک جزو لاینفک قرار دے چکے تھے۔ غلامی، یونانی اور رومن تہذیب کا ایک اہم حصہ تھی۔ اس کے برعکس جب اسلام کی روشنی افق عالم پر نمودار ہوئی تو اسلام نے دنیا کے رائج نظام سے ہٹ کر غلاموں کی آزادی کے حوالے سے اپنی ایک الگ راہ نکالی اور اس میں اتنی لچک اور وسعت پیدا کر دی کہ نام کی غلامی باقی رہ گئی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے غلاموں کی آزادی کو ایک عظیم اخلاقی مروت قرار دیا۔ ان کے سارے حقوق آزاد انسانوں کے برابر قرار دیئے، وہ اپنے آقا کی ماتحتی میں بغیر کسی فکر اور خوف کے زندگی کے شب و روز گزارنے لگے اور اپنی خدمات سے معاشرہ کے لیے کارگر ثابت ہوئے۔ اسلام نے آقا اور غلام کے فرق کو مٹا کر

غلاموں کو پستی سے نکالے کر عزت کے مقام پر بٹھایا۔ اسلام نے واضح طور پر غلاموں کو عام انسانوں کے برابر قرار دے کر اعلان کیا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ االلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ أَنْتُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔[1]

اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوف کو دور کر دیا لہٰذا تم مومن متقی ہو یا فاسق بدبخت۔ تم آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔

عدل و مساوات کے اس حکیمانہ اصول نے سرمایہ داری و آقائی کے بُت کو پاش پاش کر دیا اور غلاموں کے حقوق کا تعین ایک ایسی پالیسی کی بنیاد پر کیا جس کی وجہ سے ہر دو فریق کی شکایتیں مٹ گئیں اور کوئی فریق کسی کے دستِ ظلم کا فریادی نہ رہا۔ بعثت نبوت کے وقت غلامی انسانی معاشرے کا جزو لاینفک تھی۔ اس کی جڑیں بڑی مضبوط تھیں۔ اس کا یکسر خاتمہ شرعی حکم حکمت و دانش کے خلاف ہوتا جس سے مطلوبہ نتائج بھی حاصل نہ کیے جاسکتے۔ اس لیے اسلام نے اس کے خاتمہ کے لئے تدریجی حکمت عملی اختیار کی اور انسانی نفسیات کے عین مطابق "تدریج" کے الہامی اصول کے تحت ختم کیا۔ غلاموں کی رہائی کے لئے اسلام کے اختیار کردہ حکیمانہ تدریجی طریق کار کے مراحل درج ذیل مراحل ہیں:

۱۔ غلاموں کی رہائی کی فضیلت و ترغیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے غلاموں کی رہائی کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ االلّٰہ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ۔[2]

جس نے کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اُس غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر غلاموں کی رہائی کی تاکید آئی ہے۔ قرآنی آیات اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشاداتِ گرامی میں غلاموں کو آزاد کرنے کے عمل کو بہت بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے اور اس کارِ خیر کو جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ ان احکامات اور ترغیبات کی

بدولت اسلامی ریاست میں غلامی کا باقی رہنا ممکن نہ رہا۔ قرآن مجید میں جہاں ایمان اور اعمال صالحہ کو بیان کیا گیا ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۷ غلام کے آزاد کرنے کو نماز، روزہ سے مقدم رکھا گیا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں ارشاد باری تعالیٰ: وَفِي الرِّقَابِ۔(3)

کا مطلب یہ ہے کہ جہاں اور بڑے بڑے عمل ہیں ان میں ایک بڑا عمل نیک یہ بھی ہے کہ مال غلاموں کو آزادی دلانے میں خرچ کیا جائے۔ خواہ اس کی صورت یہ ہو کہ (یعنی وہ غلام جس سے اس کے آقا نے کچھ روپیہ ادا کرنے کے بعد آزاد کر دینے کا وعدہ کیا ہے) کو بدل کتابت ادا کرنے میں مدد دی جائے۔ یا کوئی شخص اسیر ہے اس کا زر فدیہ ادا کر کے اسے آزاد کر لیا جائے اور ایک تیسری صورت یہ ہے کہ غلام اس نیت سے خریدے جائیں کہ ان کو آزاد کر دیا جائے گا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت والا مرتبت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو جنت میں داخل کر دے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أعتق النسمة وفك الرقبة۔(4)

تو غلام کو آزاد کر اور گردن چھڑا۔

اعرابی نے پوچھا: کیا "عتق نسمہ" اور "فک رقبہ" دونوں ایک نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں عتق نسمہ تو یہ ہے کہ تم خود کوئی غلام آزاد کر دو اور فک رقبہ یہ ہے کہ کسی غلام کی گلو خلاصی میں اس کی مدد کرو۔(5)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی کسی مسلمان غلام کو آزاد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس (غلام) کے ہر ہر عضو کے بدلے (آزاد کرنے والے کے) ہر ہر عضو کو جہنم سے آزاد کرے گا۔(6)

۲۔ غلاموں کی آزادی کی مثال قائم کرنا

رسول اللہ ﷺ نے غلاموں کو آزاد کرنے کی محض ترغیب ہی نہ دی بلکہ بذات خود مثال قائم فرمائی۔ آپ ﷺ جب یہ محسوس فرماتے کہ آپ ﷺ کا کوئی غلام آزادانہ طور پر زندگی بسر کرنے کے لئے تیار ہو گیا ہے تو اسے آزاد فرما دیتے۔ یہ سلسلہ آپ کی پوری زندگی میں جاری رہا حتیٰ کہ آپ ﷺ کے وصال مبارک کے وقت آپ ﷺ کے پاس کوئی غلام نہ تھا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ

کے برادر نسبتی عمرو بن حارث (ام المومنین جویریہ بنت حارثؓ کے بھائی) سے صحیح بخاری میں روایت ہے۔(7)

۳۔گناہوں کے کفارہ میں غلاموں کی آزادی

اسلام نے انسداد غلامی کے کئی اقدامات کئے جیسے غلاموں کی آزادی کو مختلف گناہوں کا کفارہ قرار دینا۔ جن میں قتل خطا، جھوٹی قسم کھانااور ظہار شامل ہیں۔

قتل خطاء کے کفارہ میں غلام آزاد کرنا

اگرایک مومن دوسرے مومن کو غلطی سے قتل کردے تواسے خون بہا کے علاوہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہوگا اور اگر غلام نہ ہو تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنا ہوں گے۔(8)

قسم کے کفارہ میں غلام آزاد کرنا:

کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنے یا کسی اور معصیت کے کام کے لئے قسم کھائی جائے تو اس قسم کو توڑ دینا چاہیے اور اس کے کفارہ میں غلام یا باندی کو آزاد کرنا بھی شامل ہے۔(9)

ظہار کے کفارہ میں غلام آزاد کرنا

اگر کوئی شخص بیوی کو اپنی ماں سے مشابہت دے کر اپنے اوپر حرام قرار دے تو اس انتہائی ناپسندیدہ، زمانہ جاہلیت کی رسم کا کفارہ بھی غلام کی آزادی قرار دیا گیا ہے۔(10)

ان اقدامات کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ نے غلاموں کا معاشرتی مرتبہ اور حیثیت بلند کرنے کے لئے کہا کہ انہیں غلام کہہ کر نہ پکارا جائے بلکہ بیٹا یا بیٹی کہا جائے۔ آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن سیدہ زینبؓ کا نکاح سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کروایا جو کہ آزاد کردہ غلام تھے۔ یہ واقعہ اس تحریک کا نقطہ کمال تھا۔

٤۔رسول اللہ ﷺ کا جنگی قیدیوں کو غلام نہ بنانا

رسول اللہ ﷺ نے دس سال کے عرصے میں دشمنان دین سے جنگ کرنے کے لئے 72 سے زائد مہمات روانہ کیں۔ اگران تمام جنگوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن جنگی قیدیوں کو غلام بنایا گیا، انہیں بھی ہمیشہ کے لئے غلام نہیں بنایا گیا بلکہ ان کی حیثیت قیدیوں کی سی تھی اور قیدیوں کو اپنی گرفتاری کے فورا بعد مکاتبت کا حق حاصل ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر یہ تلقین فرمادی تھی کہ دشمن کے جو افراد جنگ میں حصہ نہ لیں، ان کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی جائے۔

ذیل میں غزوات کے دوران اسیران جنگ کے ساتھ سلوک پر ایک طائرانہ نظر سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

غزوۂ بدر

غزوات نبوت میں غزوۂ بدر کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اس میں متعدد جلیل القدر صحابہ شہید ہوگئے تھے۔ جن کا آپ ﷺ کو بڑا رنج و ملال تھا لیکن اس کے باوجود جو کفار میدان جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے آپ نے ان سے بہت رفق و لین اور لطف و مدارات کا معاملہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان میں سے بعض کو معاوضہ لے کر اور بعض کو بغیر معاوضہ ہی رہا کر دیا تھا۔

غزوۂ حنین

غزوۂ حنین میں چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ آپ ﷺ نے ان سب کو مقام جعرانہ میں بڑی حفاظت کے ساتھ رکھ دیا اور چھ ہزار قیدی یک لخت و یک قلم آزاد تھے۔ (11)

غزوۂ بنی المصطلق

اس غزوہ میں چھ سو قیدی گرفتار ہو کر آئے۔ جب آپ ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو تمام اسیران جنگ کو دفعتاً آزاد کر دیا اور مسلمانوں نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ ﷺ نے شادی کی ہو وہ غلام نہیں بن سکتا۔

فتح مکہ

فتح مکہ کی جنگ میں بھی یہی ہوا۔ فتح کے بعد جب قریش کے بڑے بڑے سردار جو آپ ﷺ کے جانی دشمن رہے تھے اور جنہوں نے ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا تھا دوسرے کفار نابکار کے ساتھ گرفتار ہو کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سب کو معاف کر دیا اور کسی کو غلام یا باندی نہیں بنایا۔ وحشی بن حرب جس نے آپ ﷺ کے نہایت محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، عتبہ کی بیٹی ہندہ جو فرط غضب و جوش انتقام سے بے قابو ہو کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر چبا گئی تھی، ابو جہل کا بیٹا عکرمہ جو خود بھی بڑا دشمن اسلام تھا۔ ان کے علاوہ عبد اللہ بن ابی سرہ، سارہ اور کعب بن زہیر جو اسلام دشمنی میں سرخیل اہل کفر و شرک تھے یہ سب رحمت عالم ﷺ کی رحمت جان بخشی سے شاد کام ہوئے۔

غزوہ طائف

۸ ء میں آپ ﷺ نے اپنی فوج کے ساتھ طائف کا محاصرہ کیا اور مشرکین کے جتنے غلام آپ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے سب کو آزاد کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ اگر کوئی غلام مسلمان ہو کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں آتا تو آپ ﷺ اسے آزاد فرماتے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تو ان کے غلاموں میں سے ان غلاموں کو جو مسلمانوں کی طرف آ گئے تھے آزاد فرما دیا۔ مسند احمد میں ہے:

أَنَّ رَسُولَ االلهِ ﷺ كَانَ يُعْتِقُ مَنْ جَاءَه مِنَ العَبِيدِ قَبْلَ مَوَالِيهِمْ إِذَا أَسْلَمُوا، وَقَدْ أَعْتَقَ يَوْمَ الطَّائِفِ رَجُلَيْنِ۔ (12)

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ غلاموں میں سے اگر کوئی مسلمان ہو کر اپنے آقاؤں کو چھوڑ کر آتا تو آپ ﷺ اسے آزاد فرماتے۔ آپ ﷺ محاصرہ طائف کے دن اسی طرح کے دو افراد کو آزاد کر دیا تھا۔

مشہور مستشرق ولیم میور اس اعلان کے بارے میں لکھتے ہیں:

آپ نے محصورین کے پاس ایک اعلان بھیجا جس سے وہ لوگ بہت ناراض ہوئے۔ اس اعلان کا مضمون یہ تھا کہ اگر شہر سے کوئی غلام ہمارے پاس آئے گا تو اسے آزاد کر دیا جائے گا۔ تقریباً بیس غلاموں نے اس اعلان سے فائدہ اٹھایا اور وہ اپنے آزادی دینے والے کے سچے اور بہادر پیرو ثابت ہوئے۔ (13)

مشہور مورخ بلاذری نے "فتوح البلدان" میں ان میں سے بعض غلاموں کے نام بیان کئے ہیں۔ (14)

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے:

اعتق رسول االله ﷺ يوم الطائف كل من خرج اليه من رقيق المشركين۔ (15)

طائف کے دن مشرکوں کے جتنے غلام حضور ﷺ کے پاس آئے آپ نے سب کو آزاد کر دیا۔

آپ ﷺ کے تمام غزوات و سرایا پر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اکثر و بیشتر مواقع پر مختلف عنوانات سے اسیران جنگ کو غلام نہیں بنایا اور ان کو رہا کر دیا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ بعض

موقعوں پر استرقاق بھی عمل میں آیا ہے لیکن اس کی وجہ ہی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ یعنی اس عہد کا عام دستور اور رسم استرقاق کو یک قلم مٹا دینے پر لوگوں کا رضامند نہ ہونا۔[16]

۵۔انسداد غلامی کے لئے ٹھوس اقدامات

اسلام نے انسانی مساوات اور عزت و تکریم (Dignity) کا مذہب ہے۔اسلام نے غلامی کی رسم کو ختم کرنے کے لیے غلاموں کے حق کو بھی تسلیم کیا ہے کہ اگر وہ استطاعت رکھتا ہو کہ خود سے آزادی حاصل کر سکے تو اسے آزاد کرنے میں کوئی بندش یا قید نہ لگائی جائے۔اسلام نے معاشرے میں موجود غلامی کے ذرائع کو مکمل طور پر ختم کر دیا اور آئندہ کسی بھی شخص کو کسی بھی حوالہ سے غلام نہ بنائے جانے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے۔ مثلا:

1- اسلام میں مقروض کو غلام بنانے کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ مقروض کو سہولت دینے کا حکم دیتے ہیں اور قرض کو معاف کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ مقروض کو غلام بنانے کی قطعاً کوئی اجازت نہیں۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌلَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O[17]

اور اگر قرضدار تنگدست ہو تو خوشحالی تک مہلت دی جانی چاہیے اور تمہارا (قرض کو) معاف کر دینا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں معلوم ہو (کہ غریب کی دلجوئی اللہ کی نگاہ میں کیا مقام رکھتی ہے)۔

2۔آزاد فرد کو اغوا کرنا اور غلام بنانا، جیسے کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بنو کلب نے دھوکہ سے غلام بنا لیا تھا۔[18]

اس کی سخت ممانعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا::

قَالَ االلهُ تَعَالَى ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ۔[19]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے روز میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا۔ ایک وہ آدمی جس نے میرے نام پر عہد کیا اور عہد شکنی کی۔ دوسرا وہ جس نے آزاد

آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ جس نے کسی کو مزدور رکھا اور پورا کام لے کر اُسے مزدوری نہ دی۔"

3۔ جنگی قیدیوں کے حوالہ سے قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ اعلان کر دیا کہ یا تو فدیہ لے کر یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دیا جائے گا۔

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا.[20]

پھر جب (میدانِ جنگ میں) تمہارا مقابلہ (متحارب) کافروں سے ہو تو (دورانِ جنگ) ان کی گردنیں اڑا دو (کیونکہ انہوں نے اِنسانیت کا قتل عام کیا اور فساد انگیزی کے ذریعے اَمن برباد کیا)، یہاں تک کہ جب تم انہیں (جنگی معرکہ میں) خوب قتل کر چکو تو (بقیہ قیدیوں کو) مضبوطی سے باندھ لو۔ پھر اس کے بعد یا تو (انہیں) احسان کرتے ہوئے (بلا معاوضہ چھوڑ دو) یا فدیہ (یعنی معاوضۂ رہائی) لے کر (آزاد کر دو) یہاں تک کہ جنگ (کرنے والی مخالف فوج) اپنے ہتھیار رکھ دے (یعنی صلح و امن کا اعلان کر دے)۔

اس آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جنگی قیدیوں کو نہ تو قتل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی غلام یا لونڈی بنایا جا سکتا ہے۔[21]

اس سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے غلامی کے ان تمام ذرائع کو مکمل طور پر ختم کر دیا اور آئندہ کسی شخص کو غلام بنانے کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ قرآن مجید میں جن غلاموں اور لونڈیوں کا تذکرہ ہے وہ دراصل پہلے سے موجود غلام اور لونڈیاں تھے۔

عہد خلفاء راشدین میں غلامی کے سدباب کے لئے اقدامات

حضور ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ اپنے صحابہ کے اندر غلاموں کے لئے نرم گوشہ پیدا کیا انہیں تعلیمات کی بناء پر دور خلافت راشدہ میں غلاموں کے ساتھ حد درجہ نرم گوشہ اختیار کیا گیا ان کے آزادی کے پروانے جاری کئے گئے اور انسداد غلامی کے ٹھوس قوانین بنائے گئے۔ عہد خلفاء راشدین کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور میں بھی انسداد غلامی کے لئے بڑے اقدامات ہوئے۔ صحابہ کرام ﷺ کسی غلام کی درخواست پر مکاتبت کرنے کو ضروری سمجھتے تھے۔

مکاتبت کو باقاعدہ قانونی تحفظ حاصل تھا۔ مالکان، حکومت اور دیگر صاحب ثروت لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا کہ وہ ایسے غلاموں کی مدد کریں جو مکاتبت کے خواہاں ہوں۔ انسداد غلامی کے حوالے سے عہد خلفاء راشدین میں کئے گئے اقدامات درج ذیل ہیں:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مظلوم غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا

صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صہیب اور بلالؓ کو خرید کر آزاد کیا اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں انہیں اپنے بھائی کہہ کر پکارا۔ [22]

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بہت سارے غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کو آزاد کر دیا۔ اس پر ان کے والد ابو قحافہ نے ان کو عتاب کیا۔ کہنے لگے: (بیٹا) میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ کمزور گردنیں آزاد کر رہے ہو۔ توانا لوگوں کو آزاد کرتے تو وہ تمہارا بچاؤ بھی کرتے۔ انہوں نے کہا: میں اللہ کی رضا چاہتا ہوں اس پر اللہ نے قرآن اتارا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مدح کی اور ان کے دشمنوں کی مذمت کی۔ جیسا کہ ابن ہشام نے بیانا کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَىo الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَه، يَتَزَكّٰىo وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَه، مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰىo اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰىo وَلَسَوْفَ يَرْضٰىo [23]

اور اس (آگ) سے اس بڑے پرہیز گار شخص کو بچا لیا جائے گاo جو اپنا مال (اللہ کی راہ میں) دیتا ہے کہ (اپنے جان و مال کی) پاکیزگی حاصل کرےo اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیا جا رہا ہوo مگر (وہ) صرف اپنے ربِ عظیم کی رضا جوئی کے لیے (مال خرچ کر رہا ہے)o اور عنقریب وہ (اللہ کی عطا سے اور اللہ اس کی وفا سے) راضی ہو جائے گاo سے مقصود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ [24]

خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اذیت دی گئی۔ انہیں اور ان کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ کو نوفل بن خویلد عدوی نے پکڑ کر ایک ہی رسی میں باندھ دیا۔ تاکہ انہیں نماز نہ پڑھنے دے، بلکہ دین اسلام سے بھی باز رکھے۔ مگر انہوں نے اس کی بات نہ سنی، اس کے بعد اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ دونوں بندھن سے آزاد اور نماز میں مشغول ہیں۔ اس واقعہ کے بعد ان دونوں کو قرینین ...ایک ساتھ بندھے ہوئے دیکھا۔ [25]

دور صدیق میں جنگی قیدیوں کی آزادی کا معاملہ۔۔۔انسداد غلامی

جنگی قیدیوں کا تبادلہ دشمن کی قید میں موجود اسلامی ریاست کے قیدیوں سے کیا جاتا تھا۔ بعض موقعوں پر استثنائی طور پر جنگی قیدیوں کو غلام بھی بنایا گیا لیکن یہ معاملہ عارضی طور پر تھا۔ حکومت کی اطاعت قبول کر لینے پر ان جنگی قیدیوں کو آزاد کر دیا جاتا تھا۔ اسلامی ریاست کے جو شہری جنگی قیدی بن کر دشمن کی غلامی میں چلے جاتے، خواہ وہ مذہباً مسلمان ہوں یا نہ ہوں، انہیں بیت المال سے رقم ادا کر کے آزاد کروالیا جاتا تھا۔ اگر وہ قیدی جنگ کے ذریعے دوبارہ مسلمانوں کے پاس آجاتے تو انہیں فوراً آزاد کر دیا جاتا تھا۔ اس تمام اقدامات کی دلیل حضرت امام شافعیؒ سے مروی اس روایت میں ہے وہ کہتے ہیں:

و لا نعلم النبی ﷺ سبی بعد حنین احدا۔ و لا نعلم ابابکر سبی عربیا من اهل الردة. ولکن اسرهم ابوبکر حتی خلاصهم عمر.(26)

ہمارے علم میں نہیں کہ حضور نبی ﷺ نے غزوہ حنین کے بعد کسی کو غلام بنایا ہو۔ نہ ہی ہمارے علم میں ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے ساتھ جنگوں میں کسی عرب کو غلام بنایا ہو۔ ابو بکر نے انہیں قید ضرور کیا۔ (یہ لوگ قید میں رہے) یہاں تک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں رہا کر دیا۔

عاصم نعمانی اپنی کتاب مسئلہ غلامی اور اسلام میں تحریر کرتے ہیں:

جہاں تک العتق کا تعلق ہے، شریعت اسلامی میں وہ کسی مالک کے اس رضاکارانہ فعل کا نام ہے، جس کے ذریعے وہ اپنی خوشی سے اپنے کسی غلام کو آزادی بخش دیتا ہے۔ اس طریقہ کو اسلام نے بہت فروغ دیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اس میدان میں بھی اپنے پیروؤں کے سامنے بہترین نمونہ پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے بھی آپ ﷺ کی پیروی میں اپنے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی دولت کا کثیر حصہ غلاموں کو ان کے مشرک مالکوں سے خرید کر آزاد کرنے میں صرف کیا، بیت المال میں بھی اس غرض کے لئے کچھ رقم رکھی جاتی تھی۔ اور اس سے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جاتا تھا۔(27)

حضرت عمر ﷺ کے دور خلافت میں عرب سے غلامی کا مکمل انسداد

سید نا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں غلامی کے خاتمے کے لئے ایک بہت بڑی پیش رفت کی گئی۔ آپ کے دور میں ایران، شام اور مصر کی طرف پیش قدمی جاری تھی جس کی وجہ سے خلافت اسلامیہ کی سرحدیں مسلسل پھیل رہی تھیں جبکہ عرب معاشرہ اب پوری طرح مستحکم ہو چکا تھا۔ عربوں میں اس وقت کسی قسم کی بغاوت موجود نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عنان خلافت ہاتھ میں لیتے ہی حکم دیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قبائل مرتدہ کے جو لوگ لونڈی غلام بنائے گئے تھے سب آزاد کر دیئے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ اصول قائم کر دیا کہ اہل عرب کبھی غلام نہیں بنائے جا سکتے۔ سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لا یسترق عربی۔[28]

اہل عرب کو غلام نہ بنایا جائے۔

سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے خطہ عرب سے غلامی کا مکمل خاتمہ کرنے کے لئے یہ حکم جاری فرمایا کہ عرب کے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا جائے۔ شعبی روایت کرتے ہیں کہ سید نا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَيْسَ عَلَى عَرَبِيٍّ مِلْكٌ. وَنُقِل عَنْهُ أَنَّهُ قَضَى بِفِدَاءِ مَنْ كَانَ فِي الرِّقِّ مِنْهُمْ.[29]

عرب کو غلام نہ بنایا جائے گا۔ ان سے نقل کیا گیا ہے کہ کہ انہوں نے عرب میں موجود غلاموں کو فدیہ ادا کر کے آزاد کرنے کا فیصلہ دیا۔

سید نا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں انسداد غلامی کے لئے یہاں تک اجازت دے دی گئی کہ اگر کوئی شخص اپنی زکوۃ کی رقم سے خود ہی غلام خرید کر آزاد کر دے تو وہ حکومت کو ادائیگی کرتے ہوئے اس رقم کو قابل ادائیگی زکوۃ (Zakat Liability) سے منہا کر سکتا ہے۔ ابن زنجویہ نے کتاب الاموال میں سید نا ابن عباس اور حسن بصری کا یہ موقف بیان کیا ہے۔[30]

امام شافعی کتاب الام میں، بیہقی سنن الکبری میں اور (ابو عبید) کتاب الاموال میں بیان کرتے ہیں کہ سید نا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرب کے قیدیوں میں سے ہر ایک کا فدیہ 400 درہم ادا کیا۔[31] کتاب الاموال میں ہے۔

اپنی شہادت کے وقت آپ نے یہ حکم جاری کیا کہ عرب معاشرے میں جتنے غلام موجود ہیں ان سب کو اس طرح سے آزاد کر دیا جائے کہ ان کی قیمت کی ادائیگی حکومت کے ذمہ ہو گی۔ اس کے بعد آئندہ عرب میں کوئی نیا غلام نہ بنایا جائے۔

زید بن ابو رافع کہتے ہیں کہ (اپنی شہادت کے وقت) سیدنا عمر، ابن عباس کو وصیت لکھوا رہے تھے اور ان کے پاس ابن عمر اور سعید بن زیدؓ (عمر کے بیٹے اور بہنوئی) بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ بات اچھی طرح جان لو کہ کلالہ کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کر سکا اور نہ ہی میں اپنے بعد کسی کو خلیفہ بنا کر جا رہا ہوں۔ عرب میں موجود جنگی قیدیوں میں جو شخص بھی (بطور غلام) میری وفات کے وقت موجود ہو، اسے اللہ کے مال کے ذریعے آزاد کر دیا جائے۔(32)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اقدام سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے یہ عمل عرب معاشرے میں جو بھی غلام باقی رہ گئے تھے، انہیں آزاد کرنے کے لئے کیا لیکن انہوں نے غلام کی آزادی کے لئے فقط عربیت نہیں بلکہ اسلام لانے کی شرط لگائی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ اس وقت عرب میں جو غلام موجود تھے، وہ عرب ہی تھے۔

لازمی مکاتبت کے ذریعہ انسداد غلامی

وہ لوگ جو عہد جاہلیت میں گرفتار کر کے غلام بنا لیے گئے تھے اور انہوں نے زمانہ اسلام کو پایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی کہ وہ اپنی قیمت اپنے مولیٰ کو ادا کر دیں اور آزاد ہو جائیں۔ یعنی آقا خواہ راضی ہو یا نہ ہو بہر حال غلام مکاتب سمجھا جائے گا اور بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے گا۔ حکومتی سطح پر بھی بہت سے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا گیا۔ بعض مکاتبوں کو اپنی رقم کی ادائیگی کے لئے ان کی مدد کی گئی۔ اس کی ایک مثال سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں۔ خلفاء راشدین کے دور میں بیت المال سے غلاموں کو خرید خرید کر آزاد کیا جاتا تھا۔ اگر کسی کا کوئی وارث نہ ہوتا تو اس کی چھوڑی ہوئی جائیداد کو بیچ کر اس سے بھی غلام آزاد کئے جاتے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام ابو امیہ سے مکاتبت کی اور جب ان کی آزادی کا وقت آیا تو سیدنا عمر کے پاس کچھ نہ تھا۔ انہوں نے اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے دو سو درہم ادھار لے کر ابو امیہ کو دیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلامی کا خاتمہ کرنے کے لیے دوسری تدبیر یہ کی کہ قرآن مجید میں غلاموں کے متعلق جو حکم دیا گیا کہ

(فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا) (النور، /) غلاموں سے مکاتبت کرلو اگر تم ان میں بھلائی جانتے ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کاتبو ہم میں صیغہ امر وجوب کے لیے ہے۔

عدم ادائیگی کے باعث مکاتب کو قانونی تحفظ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو یہ قانون بنادیا تھا کہ اگر مکاتب نصف رقم کی ادائیگی کر چکا ہو اور اس کے بعد وہ باقی رقم ادا نہ بھی کر سکے تب بھی اسے غلامی کی طرف نہ لوٹایا جائے گا۔ ایک جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن سمرۃ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّكُمْ تُكَاتِبُونَ مُكَاتَبِينَ، فَإِذَا أَدَّى النِّصْفَ فَلاَ رَدَّ عَلَيْهِ فِي الرِّقِّ.[33]

تم لوگ مکاتبت کرتے ہو، جب مکاتب آدھی رقم ادا کردے تو پھر اسے غلامی کی طرف نہ لوٹایا جائے گا۔

اسی بناء پر یہی بات سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نصف رقم کی ادائیگی کے بعد مکاتب آزاد ہو جاتا ہے اور اس کی حیثیت ایک مقروض شخص کی ہو جایا کرتی ہے۔

ذمی غلام نہیں ہو سکتا

امام بخاری نے ایک باب کا ترجمہ باندھا ہے:

يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلاَ يُسْتَرَقُّونَ۔[34]

ذمیوں کی خاطر لڑنا اور انہیں غلام نہ بنانا۔

اس ترجمہ کے تحت ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں ذمی کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کو یاد دلاتا ہوں" حافظ ابن حجر نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگر ذمی عہد شکنی کریں تو تب بھی ان کو غلام نہیں بنایا جا سکتا۔[35]

جنگ کی فتوحات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عام طرز عمل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عراق و شام کے اور مصر کے بڑے بڑے علاقے فتح ہوئے اور ان جنگوں میں جو لوگ گرفتار کیے گئے ان کی تعداد لاکھوں سے متجاوز تھی۔ شام کے شہروں میں سے بصریٰ، فحل، حمس، دمشق، عسقلان، انطاکیہ اور طبریہ فتح ہوئے جہاں عیسائی رہتے تھے اور مسلمانوں سے بڑے زور شور سے لڑے تھے لیکن ان میں غلامی کا بہت کم پتہ چلتا ہے۔

اکثر مقامات پر یہی ہوا ہے کہ دشمنوں نے مسلمانوں کو غالب ہوتے ہوئے دیکھا تو فوراً صلح کر لی اور مسلمانوں نے ان کو جان ومال کی امان دے دی۔ صامگان، دراباز جندیساپور اور شہر زور میں جو معاہدہ ہوا تھا اس میں یہ الفاظ تھے:

لا يقتلوا ولا يسبوا ولا يمنعوا طريقا يسلكونه۔[36]

ان کو نہ قتل کیا جائے گا نہ وہ باندی غلام بنائے جائیں گے اور نہ اس راہ سے روکے جائیں گے جس پر وہ چل رہے ہوں۔

مصر کے بعض دیہات کے آدمی جو مسلمانوں سے لڑے تھے غلام بنا کر مدینے بھیجے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو واپس کر دیا اور انہیں ذمی بنالیا۔ بلاذری کی عبارت یہ ہے:

وقع سبايهم بالمدينة فردهم عمرا بن الخطاب وصبرهم وجماعة القبط اهل ذمة۔[37]

ان کے قیدی مدینہ میں آئے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو لوٹا دیا اور انہیں قبطیوں کو ذمی کر لیا۔

عراق و شام کے بعض علاقے بزور شمشیر فتح ہوئے تو اسلامی فوج نے اصرار کیا کہ وہاں کے باشندوں کو غلام بنا لیا جائے اور زمین کو تقسیم کر دیا جائے۔ لیکن حضرت عمرؓ سمیت حضرت عثمانؓ، طلحہؓ، عبد اللہ بن عمرؓ اور انصار کے تمام اکابر اس پالیسی کے سخت مخالف تھے۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا "میری رائے یہ ہے کہ زمین کو اس کے غیر مسلم باشندوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دوں۔ ان کی زمین پر خراج اور ان کی گردنوں پر جزیہ مقرر کر دوں اور اس طرح یہ زمین مسلمانوں کے سپاہیوں بال بچوں اور آئندہ نسلوں کیلئے فے کے حکم میں ہو جائے۔ اب کیا آپ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ان غلاموں کو لوگوں کی ذاتی ملک بنادیا جائے۔ کیا آپ کے نزدیک شام، الجزیرہ، کوفہ، بصرہ اور مصر جیسے بڑے بڑے صوبوں کو تقسیم کر دینا ضروری ہے۔ اگر ایسا کیا گیا تو بڑے لوگوں کے وظائف اور غرباء کے روزینے کہاں سے آئینگے؟۔

مہلب بن ابی صفرہ کہتے ہیں کہ ہم نے مناذر[38] کا محاصرہ کیا اور وہاں کے لوگوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنالیا۔ حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے لکھا:

ان مناذر كقرية من قرى السواد فردوا عليهم ما اصبعتة۔[39]

تحقیق مناذر اارض سواد کے ایک گاؤں کی طرح ہے اس لیے تم نے جو کچھ لیا ہے اسے واپس کر دو۔

یہاں بات بھی قابل غور ہے کہ مناذر کے لوگ مجوسی یعنی آتش پرست تھے، اس کے باوجود حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ اہل کتاب کا سا معاملہ کیا اور ان کو ذمی بنا کر رکھا۔ مناذر کے گورنر کے نام حضرت عمرؓ نے جو فرمان ارسال کیا تھا اس میں یہ صاف لکھا ہوا تھا:

خذ ممن قبلك من المجوس الجزية، فان رسول االله ﷺ اخذ الجزية من مجوس هجر۔(40)

تمہاری طرف جو مجوسی ہیں ان سے جزیہ لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔
اس مقام پر سعید احمد اکبر آبادی لکھتے ہیں:
آنحضرت ﷺ اور آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے طرز عمل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ غلام بنانے کی رسم کو کبھی بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھا گیا، اس کو رفع کرنے کے لیے تدریجی عمل اصلاح کے مطابق جو تدبیر ہو سکتی تھی اس سے دریغ نہیں کیا گیا۔(41)

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں انسداد غلامی کے لئے اقدامات

حضرت ابو بکرؓ کی طرح حضرت عثمان ذوالنورینؓ کا شمار بھی صاحب ثروت صحابہؓ میں سے تھا۔ آپؓ بھی کثرت سے غلام آزاد کیا کرتے تھے، آپ کے حالات میں لکھا ہے کہ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنا آپؓ کا عام معمول تھا اور بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آپؓ نے فرمایا تھا کہ جو غلام خشوع و خضوع سے نماز ادا کرے گا میں اس کو آزاد کر دونگا۔ آپؓ اس عہد پر سختی سے پابند تھے۔

حضرت عثمانؓ کے دور میں ایک ایسا مقدمہ پیش کیا گیا جس میں ایک لونڈی نے جھوٹ بول کر خود کو آزاد عورت ظاہر کر کے شادی کر لی۔ اس مقدمے میں خلیفہ وقت نے ان بچوں کے آزاد باپ کو حکم دیا کہ وہ فدیہ ادا کر کے اپنے بچوں کو آزاد کروالے۔(42)

سیدنا عثمان غنیؓ کا بھی یہی حال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی دولت سے نوازا تھا جسے آپ غلاموں کی آزادی پر خرچ کیا کرتے تھے۔ آپ کے آزاد کردہ غلام ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ایک ہی وقت میں بیس غلام آزاد فرمائے۔ (مسند احمد، باب عثمان بن عفان) آپ خود بیان فرماتے ہیں:

جب باغیوں نے سیدنا عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا اور ان کے گھر کھانا اور پانی نہ پہنچنے دیا تو انہوں نے باغیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

لَقَدِ اخْتَبَأْتُ عِنْدَ رَبِّي عَشْرًا، إِنِّي لَرَابِعُ أَرْبَعَةٍ فِي الإِسْلامِ، وَمَا تَعَنَّيْتُ، وَلا تَمَنَّيْتُ، وَلا وَضَعْتُ يَمِينِي عَلَى فَرْجِي، مُنْذُ بَايَعْتُ

رَسُولَ االلهِ ﷺ ، وَمَا مَرَّتْ عَلَيَّ جُمُعَةٌ مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلا وَأَنَا أَعْتِقُ فِيهَا رَقَبَةً، إِلا أَنْ لا يَكُونَ عِنْدِي فَأَعْتِقَهَا بَعْدَ ذَلِكَ، وَلا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلا إِسْلامٍ۔[43]

میں دس ایسی باتیں چھپاتا رہا ہوں جو میرے رب ہی کو معلوم ہیں۔ میں چوتھا شخص ہوں جس نے اسلام قبول کیا، میں نے کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی کسی چیز کی خواہش کی، نہ ہی میں نے کبھی اپنے دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھوا، جب سے رسول اللہ ﷺ کی میں نے بیعت کی تو مجھ پر کوئی ایسا جمعہ نہیں گزرا ہے جب میں نے غلام آزاد نہ کیا ہو سوائے اس کے کہ میرے پاس کوئی غلام موجود ہی نہ ہو، میں نے نہ تو کبھی دور جاہلیت میں اور نہ ہی اسلام لانے کے بعد بدکاری کا ارتکاب کیا ہے۔

سیدنا عثمانؓ نے تراسی برس کی عمر پائی۔ اس قبول کرنے کے وقت آپ کم و بیش پچپن برس زندہ رہے۔ اگر ہر جمعہ کو غلام آزاد کرنے کا حساب لگایا جائے تو آپ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 2860 بنتی ہے۔ اس میں ایسے مواقع بھی آئے ہیں جب آپ نے ایک سے زائد غلاموں کو آزادی دی تھی۔

حضرت علی ﷺ کے دور میں انسداد غلامی کے لئے اقدامات

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں آیا ہے جیسا کہ وہ اپنے نام کی طرف حسن اخلاق اور شمائل کے اعلی درجہ پر فائز تھے وہ فرماتے تھے میں اس بات سے اپنے دل میں شرمندہ ہوتا ہوں کہ کوئی شخص کسی ایسے شخص کو غلام بنا کر رکھے جو یہ کہے اللہ ربی (میرا رب اللہ ہے) کیا یہ کلام ایک پاکیزہ نفس سے صادر نہیں ہوا۔ آپؓ کی نصیحت تھی باندی یا غلام کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلانا چاہئے۔[44]

سیدنا علیؓ نے مکاتب کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا:

اگر وہ پوری رقم کی ادائیگی سے پہلے فوت ہو جائے اور اس کے بچے ہوں تو وہ بچے آزاد ہی قرار پائیں گے۔[45]

ابو جعفر کہتے ہیں کہ

كَانَ عَلِيٌّ إِذَا أُتِيَ بِأَسِيرٍ يَوْمَ صِفِّينَ، أَخَذَ دَابَّتَهُ، وَأَخَذَ سِلاَحَهُ، وَأَخَذَ عَلَيْهِ أَنْ لاَ يَعُودَ، وَخَلَّى سَبِيلَهُ۔[46]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس جنگ صفین کا ایک قیدی لایا گیا۔ آپ نے اس کا جانور اور اسلحہ لے لیا اور اس سے یہ وعدہ لے کر اسے آزاد کر دیا کہ وہ دوبارہ آپ سے جنگ کرنے نہیں آئے گا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ أَمَرَ عَلِيٌّ مُنَادِيَهُ، فَنَادَى يَوْمَ الْبَصْرَةِ:لاَ يُقْتَلُ أَسِيرٌ.[47]

سیدنا علیؓ نے بصرہ کی جنگ میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں ایک لشکر میں تھا جسے سیدنا علیؓ نے بنو ناجیہ کی طرف بھیجا تھا۔ جب ہم ان تک پہنچے تو ہمیں ان کے تین گروہ ملے۔ ہمارے امیر نے ایک گروہ سے پوچھا، تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے، ہم عیسائی قوم ہیں لیکن ہم اسلام قبول کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے اسلام پر ثابت قدم رہنے دیجیے۔ امیر نے کہا، انہیں چھوڑ دو۔

اس کے بعد ہمارا سامنا دوسرے گروہ سے ہوا تو ان سے پوچھا، تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے، ہم عیسائی قوم ہیں۔ ہمیں اپنے دین سے اچھا کوئی دین نہیں لگتا۔ (ہم آپ کی اطاعت قبول کرتے ہیں بس) ہمیں اسی پر قائم رہنے دیجیے۔ امیر نے کہا، انہیں بھی چھوڑ دو۔

اس کے بعد ہمارا سامنا تیسرے گروہ سے ہوا۔ ان سے بھی پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا، ہم عیسائی قوم ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے سرکشی دکھائی (یعنی جنگ پر تیار ہو گئے۔) امیر لشکر کہنے لگے، جب میں اپنے سر پر تین مرتبہ ہاتھ پھیروں تو ان پر حملہ کر دینا۔ ہم نے ان سے جنگ کی اور ان کے فوجیوں کو ہلاک کر کے ان کے بیوی بچوں کو قیدی بنا لیا۔ وہ کہتے ہیں:

فَجِئْت بِالذَّرَارِيّ إِلَى عَلِيٍّ وَجَاءَ مِصْقَلَةُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَاشْتَرَاهُمْ بِمِائَتَيْ أَلْفٍ فَجَاءَ بِمِئَةِ أَلْفٍ إِلَى عَلِي، فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ، فَانْطَلَقَ مِصْقَلَةُ بِدَرَاهِمِهِ وَعَمَدَ إِلَيْهِمْ مِصْقَلَةُ فَأَعْتَقَهُمْ۔[48]

ہم ان قیدیوں کو لے کر سیدنا علیؓ کے پاس آرہے تھے کہ مصقلہ بن ھبیرہ آیا اور اس نے ان قیدیوں کی خدمات کو دو لاکھ درہم خرید لیا۔ اس کے بعد وہ ایک لاکھ درہم لے کر سیدنا علی کے پاس آیا۔ آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے مصقلہ کو اس کی رقم واپس کی اور تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

خلاصہ:

اسلامی تعلیمات کی بدولت نہ صرف یہ کہ خطۂ عرب غلامی سے پاک ہوا بلکہ عرب سے باہر دیگر حکومتوں میں بھی اس کے اثرات ہوئے۔ دنیا میں جہاں جہاں بھی غلام جبر و بربریت کا شکار تھے ان کے لئے آزادی کا راستہ کھلا۔ خلفاء کے راشدین کے دور کے بعد دیگر اسلامی حکومت کے ادوار میں بھی انسداد غلامی کا طرز عمل جاری رہا۔ اگر قرون اولی کے ان ادوار میں غلامی اور غلاموں کی صورت حال کا عمیق بینی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اسلام کبھی بھی غلامی کا حامی نہ رہا اور اگر کوئی شخص بامر مجبوری غلام بنا بھی تو اس کی آزادی کی سبیل نکالی گئی بصورت دیگر اسے عام انسانوں کے برابر قرار دے اس کے معاشرتی حقوق متعین کئے گئے۔

یہ اسلامی تعلیمات کا ثمر تھا کہ مالک بھی غلام کی ضرورت اور ان کی اہمیت کو سمجھ کر ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے لگا اب نہ تو انہیں تاریک کمروں میں بند کیا جاتا اور نہ ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی جاتی تھیں۔ غلام بھی مال و جائیداد رکھنے اور اس میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے کے مجاز تھے، وہ عرب کے معزز گھرانوں میں شادی کر سکتے تھے، کسی دعوت اور تقریب میں شریک ہو سکتے تھے۔ تعلیم و تربیت کے مراحل وہ طے کرنا چاہتے تو اس سے محروم رکھنے کی کوشش نہیں کی جاتی تھی۔ حصول انصاف کے لئے اسلامی عدالت سے رجوع کر سکتے تھے۔ الغرض اسلام نے غلاموں وہ سارے حقوق عطا فرمائے جس کا دور جاہلیت میں تصور بھی ممکن نہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات و حواشی

(۱) ابوداود، السنن، كتاب الأدب، باب التفاخر بالأحساب،٤: ٣٣١، الرقم: ٥١١٦-

(۲) بخاری، الصحيح، كتاب كفارات الأيمان، باب قول الله تعالى(أو تحرير رقبة) وأى الرقاب أزكى، ٦: ٢٤٦٩، رقم: ٦٣٣٧-

(۳) البقره، ٢: ١٧٧-

(۴) أحمد بن حنبل، المسند، ٤: ٢٩٩، حديث ١٨٦٧٠-

(۵) أيضاً-

(۶) بخاری، كتاب العتق،باب ماجاء في العتق وفضله، ٢: ٨٩١، رقم: ٢٣٨١-

(7) بخاری، کتاب الوصایا،باب الوصایا،۳:۰۵، رقم: ۸۸۲۵-
(8) النساء، ٤: ۹۲-
(9) المائده، ٥: ۸۹-
(10) المجادلة، ۵۸: ۳-
(11) شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ۱ :٤۹٥-
(12) أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۳٦، رقم: ۲۱۱۱-
(13) ولیم میور، The life of Mohamet -
(14) بلاذری، احمد بن یحی بن جابر البلازری (۲۷۹ھ) فتوح البدان: ٦۷، ۳۳۹، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱٤۰۳ھ-
(15) ابن ابی شیبه، ابو بکر عبد الله بن محمد بن إبراہیم بن عثمان کوفی (۲۳٥ھ)- المصنف، ۷: ٤۱۱، رقم: ۳٦۹٥٥، ریاض، سعودی عرب: مکتبة الرشد، ۱٤۰۹ھ-
(16) سعید احمد اکبر آبادی، مولانا، اسلام میں غلامی کی حقیقت، ص ۸۲- ۸٥-
(17) البقره، ۲: ۲۸۰-
(18) أحمد بن حنبل، المسند، ٥: ٤٤۳، رقم: ۲۳۷۸۸-
(19) بخاری، الصحیح، کتاب الإجارة، باب إثم من منع إثم الأجیر، ۲: ۷۹۲، رقم: ٥۱٥۰-
(20) محمد، ٤۷: ٤-
(21) مودودی ابو الاعلی، سید. تفهیم القرآن، جلد پنجم، سوره محمد -
(22) مسلم، الصحیح، کتاب الفضائل الصحابہ، باب من فضائل سلمان و صہیب و بلال، ٤: ۱۹٤۷، حدیث ۲٥۰٤-
(23) اللیل، ۹۲: ۱۷- ۲۱-
(24) ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک حمیری (م۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)- السیرۃ النبویہ- ۱/ ۱۳۸، بیروت، لبنان: دارالحیل، ۱٤۱۱ھ؛ ابن سعد، ابو عبد الله محمد بن سعد (م ۲۳۰ھ)- الطبقات الکبریٰ- ۸/ ۲٥٦، بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعہ و النشر، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء-
(25) ابن اثیر، ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (٦۳۰ھ)- اَسد الغابہ فی معرفة الصحابہ- ۲: ٤٦۸، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ--
(26) بیهقي، معرفة السنن والآثار، کتاب السیر، ۲۱۲:۱۳، حدیث: ۱۷۹٦۷، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیه -
(27) عاصم نعمانی، مسئلہ غلامی اور اسلام،۸٤، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور -

(28) **بیہقی**، **معرفة** السنن والآثار، کتاب السیر، ١٣: ٢١١، حدیث ١٧٩٥٩-

(29) ابو عبید، قاسم بن سلام (م ٢٢٤ھ)- کتاب الأموال- باب الحکم فی رقاب أهل العنوة من الاساری، ١: ١٧٧، بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٩٨٨ء-

(30) ابن زنجویہ، حمید (٢٥١ھ)- کتاب الأموال- ٣: ١١٧٦، ریاض، سعودی عرب: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیة، ١٤٠٦ھ/ ١٩٨٦ء-

(31) ابوعبید القاسم، کتاب الأموال: ١٧٧-

(32) احمد بن حنبل، ابو عبد الله بن محمد (٢٤١ھ)- المسند- ١: ٢٠، رقم: ١٢٩، بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ١٣٩٨ھ/ ١٩٧٨ء-

(33) ابن ابی شیبة، المصنف، ٤: ٣١٨، رقم: ٢٠٥٧٧-

(34) بخاری، الصحیح، ٣: ١١١١، باب: ٧١-

(35) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ٩: ١٧٠-

(36) بلاذری، احمد بن یحیی بلاذری- فتوح البلدان- ١: ٣٢٥، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ-

(37) بلاذری، فتوح البلدان، ١: ٣٢٣-

(38) عبد الوہاب الشعرانی،کتاب المیزان، ٢: ٢٠٧-

(39) آلوسی، ابو الفضل شہاب الدین السید محمود (م ١٢٧٠ھ)- روح المعانی- ٢: ٤٢، بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث-

(40) عبد الرزاق، المصنف، باب قتل الساحر، ١٠: ١٨٠، رقم: ١٨٧٤٦-

(41) سعید احمد اکبر آبادی، مولانا، اسلام میں غلامی کی حقیقت، ص ٨٦- ٨٩-

(42) مالک، ابن انس بن مالک رضی الله عنه بن حارث اصبحی (١٧٩ھ)- الموطا- کتاب الاقضیة، حدیث ٢١٦٠، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ١٤٠٦ھ/ ١٩٨٥ء-

(43) طبرانی، معجم الکبیر، ١: ٨٥: رقم: ١٢٤-

(44) أحمد شفیق، الرق في الإسلام، ص ٥٤-

(45) **بیہقی**، **معرفة** السنن والآثار، کتاب المکاتب-

(46) ابن ابی شیبہ، المصنف، ٦: ٤٩٨، حدیث ٣٣٢٦٩-

(47) ابن ابی شیبہ، المصنف، ٦: ٤٩٨، حدیث ٣٣٢٧٥-

(48) ابن أبی شیبہ، المصنف، ٥: ٥٦٤، حدیث ٢٩٠٠٨-